45645 _ اہل کتاب کی عورتوں سے شادی کرنا

سوال

کیا کسی مسلمان شخص کے لیے کسی یہودی یا عیسائی عورت سے شادی کرنا حلال ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ قبطیہ سے شادی کی تھی ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ قبطیہ سے شادی نہیں کی بلکہ وہ تو آپ کی باندی اور لونڈی تھی، جو صلح حدیبیہ کے بعد مصر کے بادشاہ مقوقس نے تحفہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی.

اور لونڈی سے استمتاع اور مباشرت کرنا جائز ہے چاہے وہ مسلمان نہ بھی ہو کیونکہ وہ ملك یمین یعنی لونڈی ہوتی ہے اور اللہ تعالی نے لونڈی مباح کی ہے اور اس کے لیے مسلمان ہونے کی بھی کی شرط نہیں رکھی.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں بجز اپنی بیویوں کے یا لونڈیوں کے تو وہ قابل ملامت نہیں المومنون (5 _ 6).

رہا مسئلہ نصرانی و عیسائی یا یہودی عورت سے شادی کرنا تو یہ بھی نص قرآنی سے جائز ہے، جیسا کہ سورۃ المآئدۃ میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

آج کے دن تمہارے لیے پاکیزہ اشیاء حلال کر دی گئی ہیں، اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے، اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے، اور پاکباز مومن عورتیں اور ان لوگوں کی پاکباز عورتیں جنہیں تم سے قبل کتاب دی گئی ہے جب تم انہیں ان کے مہر ادا کر دو، اور وہ پاکدامنی اختیار کرنے والی ہوں، نہ کہ خفیہ دوست بنانے والیں اور فحاشی نہ کرنے والی المآئدۃ (5) .

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نص قرآنی کی بنا پر کتابی عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور پاكباز مومن عورتيں، اور ان لوگوں كى پاكباز عورتيں جنہيں تم سے قبل كتاب دى گئى ہے .

يہاں محصنات سے مراد پاكدامن عورتيں ہيں، اور محصنات المحرمات جن كا ذكر سورۃ النساء ميں ہوا ہے ان سے مراد شادى شدہ عورتيں ہيں، اور ايك قول يہ بھى ہے كہ: جو محصنات مباح ہيں وہ آزاد عورتيں ہيں، اسى ليے اہل كتاب كى لونڈي حلال نہيں، ليكن پہلا كئى ايك وجوہات كى بنا پر پہلا قول صحيح ہے، پھر اس كے بعد ابن قيم رحمہ اللہ نے ان وجوہات كو بھى ذكر كيا ہے.

مقصد يہ كہ اللہ سبحانہ و تعالى نے ہمارے ليے اہل كتاب كى پاكدامن اور عفت و عصمت كى مالك عورتيں مباح كى ہيں، اور ہمارے نبى صلى اللہ عليہ وسلم كے صحابہ كرام نے اس پر عمل بھى كيا، چنانچہ عثمان رضى اللہ تعالى عنہ نے نصرانى عورت سے شادى كى، اور طلحہ بن عبيد اللہ رضى اللہ تعالى عنہ نے بھى ايك عيسائى عورت سے شادى كى، اور حذيفہ رضى اللہ تعالى عنہ نے ايك يہودى عورت سے شادى كى تھى.

عبد اللہ بن احمد كہتے ہيں:

" ميں نے اپنے باپ سے دريافت كيا كہ: كيا مسلمان شخص كسى عيسائى يا يہودى عورت سے شادى كر سكتا ہے ؟

انہوں نے جواب ديا:

ميں تو يہ پسند نہيں كرتا، ليكن اگر كوئى ايسا كرتا ہے تو بعض صحابہ كرام نے بھى اس پر عمل كيا ہے.

ديكھيں: احكام اهل الذمة (2 / 794 - 795).

اگر ہم اس كے جواز كا كہيں تو بلاشك و شبہ يہ واضح نص قرآنى كى بنا پر ہے، ليكن ہمارى رائے يہ ہے كہ كئى ايك امور كى بنا پر مسلمان شخص كو اس وقت اہل كتاب كى عورت سے شادى نہيں كرنى چاہيے:

پہلى وجہ:

اہل كتاب كى عورت سے شادى كرنے كى شرط ہے كہ وہ عورت عفت و عصمت كى مالكہ اور پاكدامن ہو، ليكن اس وقت اس معاشرے اہل كتاب كى عورتيں عفت و عصمت كى مالكہ بہت ہى كم ہونگى.

دوسرى:

اہل كتاب كى عورت سے شادى كى شروط ميں شامل ہے كہ ولايت و فوقيت مسلمان شخص كو حاصل ہو، ليكن اس دور ميں جو حاصل ہے وہ يہى كہ جو شخص كافر ممالك ميں جا كر اہل كتاب كى عورت سے شادى كرتا ہے تو وہ

اسے اس عورت سے اپنے قوانین کے مطابق شادی کرنے کی اجازت دیتے ہیں، اور وہ اس مسلمان شخص پر اپنا قانون لاگو کرتے ہیں جس میں ظلم و ستم اور بہت کچھ خلاف شریعت پایا جاتا ہے.

اور پھر وہ مسلمان مرد کی ولایت کا بھی اعتراف نہیں کرتے کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کا ذمہ دار اور ان پر حاکم ہو گا، جیسے ہی عورت ناراض ہوئی تو گھرانہ تباہ ہو جاتا ہے اور وہ عورت اپنے ملك کے قانون کی طاقت سے بچوں کو لے کر چلی جاتی ہے، اور اگر کفریہ ملك میں نہ بھی رہتی ہو بلکہ مسلمان ملك میں منتقل ہونے کے بعد بھی خاوند سے ناراضگی ہونے کی صورت میں وہ اپنے سفارت خانے کی مدد سے بچوں کو چھین لیتی ہے، مسلمان ممالك کا ان کفریہ ممالك کے سامنے کمزور ہونا اور سفارت خانے کے سامنے کچھ نہ کر سکنا کسی پر بھی مخفی نہیں ہے، انا للہ و انا الیہ راجعون

تیسری:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مسلمان عورتوں میں سے بھی دین کا التزام کرنے والی عورت سے شادی کرنے کی ترغیب دلائی ہے، لیکن اگر مسلمان عورت اللہ کی توحید کو ماننے کے باوجود دین اور اخلاق کی مالکہ نہ ہو تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت سے شادی کی ترغیب نہیں دلائی.

کیونکہ شادی صرف مباشرت و جماع و استمتاع کا نام نہیں ہے، بلکہ شادی تو اللہ سبحانہ و تعالی اور خاوند کے حقوق کی دیکھ بھال کا نام ہے، اور اسی طرح خاوند کے گھر اور اس کی عزت و مال کی حفاظت اور بچوں کی تربیت کو شادی کہا جاتا ہے، تو پھر ایك کتابی عورت بچوں کی تربیت کس طرح کر سکتی ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کریں جبکہ وہ خود اللہ کی اطاعت نہیں کرتی، اور جس دین کو وہ خود نہیں مانتی اس دین پر اپنے بچوں کی تربیت کیسے کریگی.

اور پھر خاوند اپنے بچوں کو ایسی ماں کے سامنے چھوڑ دے گا جو اللہ کے ساتھ شرك کرتی اور اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرتی پھرے ؟

اس لیے اگر ہم اس شادی کے جواز کے قائل بھی ہیں لیکن ہم اس کی نصیحت نہیں کرتے، اور نہ ہی اس کی ترغیب دلاتے ہیں، کیونکہ اس کا انجام اچھا نہیں، لہذا عقل و دانش رکھنے والے مسلمان شخص کو چاہیے کہ وہ دیکھے کہ اپنا نطفہ کہاں رکھ رہا ہے، اور اپنے بچوں کے دین اور ان کے مستقبل کو مدنظر رکھے، اسے اس کی شہوت اور دنیا کی چکا چوند روشني اندھا نہ کر دے، کہ دنیا کی مصلحت کی خاطر یا ظاہری جمال و عیش کی خاطر کہ اسے وہاں کی شہریت حاصل ہو جائیگی وہ اپنی اولاد کا مستقبل اور دین تباہ کر کے بیٹھ جائے، کیونکہ یہ ظاہری دنیا اور جمال و خوبصورتی ہے، اصل خوبصورتی و جمال تو اخلاق فاضلہ کی خوبصورتی ہے.

اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اگر اس نے اس طرح کی شادی صرف اس لیے ترك کی کہ وہ اپنے دین اور اپنے بچوں کی افضلیت چاہتا ہے اور دین کو ترجیح دیتا ہو تو اللہ سبحانہ و تعالی اسے اس کا نعم البدل ضرور عطا فرمائیگا.

کیونکہ جو کوئی شخص بھی اللہ کے لیے کسی چیز کو ترك کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے اس سے بھی بہتر عطا فرماتا ہے "

جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے، اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے بلکہ اللہ کی وحی سے زبان کو حرکت دیتے ہیں.

اللہ سبحانہ و تعالی ہی سیدھی راہ کی ہدایت دینے والا ہے، مزید آپ سوال نمبر (2527) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .